O

اگرچہ آنکھ میں اب کے ہلالِ ذات نہ تھا
پر ایک جذب تھا جس میں زوالِ ذات نہ تھا

ملالِ جان بہت تھا، ملالِ ذات نہ تھا
بدن کا خوف رہا، احتمالِ ذات نہ تھا

تمہیں بلایا تھا میں نے مگر تمہارے لئے
تمہیں شعور نہیں یہ سوالِ ذات نہ تھا

کسی کے عکس کا ہی انعکاس تھا مجھ پر
یہ ارتکازِ حقیقت جمالِ ذات نہ تھا

https://emad-ahmed.com/

ابھی تو رات کی آغوش میں تھا میرا قلب
ابھی افق پہ کہیں بھی گلالِ ذات نہ تھا

یہ میرے ٹوٹنے، گرنے کا ایک منظر تھا
یہ رقصِ جان کنی تھا، دھمالِ ذات نہ تھا

ملال و حزن میں تفریق ہم سمجھتے ہیں
تھا سب کا درد مقدم، خیالِ ذات نہ تھا

بس ایک بار شبِ آگہی گزاری تھی
پھر اس کے بعد خدا تھا، کمالِ ذات نہ تھا

یہ آبِ رمز کہاں سے پیا ہے تم نے عماد
بدل گئے ہو تمہارا یہ حالِ ذات نہ تھا

https://emad-ahmad.com/